2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو گذشتہ مالی سال کی 5.5 فیصد نمو کے مقابلے میں سست ہو کر 3.3 فیصد ہو گئی جس سے معیشت میں ایک قابلِ ذکر اعتدال آ گیا۔[1] مستقل جڑواں خسارے کو قابو کرنے کے لیے جو پالیسی اقدامات کیے گئے ان کے باعث یہ سست روی عین متوقع تھی۔ نتیجتاً اقتصادی سرگرمیوں میں آنے والی کمزوری وسیع البنیاد تھی جس میں صنعتی شعبے، اور بالخصوص اشیا سازی کی سرگرمیوں پر ان اقدامات کا سب سے زیادہ اثر پڑا۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی شعبہ پانی کی قلت اور اہم خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کا شکار رہا جس سے اہم فصلوں کی پیداوار محدود ہو گئی۔ خدمات کے شعبے نے بھی اجناس کی پیداوار کے شعبوں کی ناقص کارکردگی کے اثرات کا سامنا کیا جس سے اس کی نمو گذشتہ سال کی نسبت نمایاں طور پر کم ہو گئی (**جدول 2.1**)۔

جدول 2.1 : جی ڈی پی اور اس کے اجزا

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجوں میں

	نمو			حصہ داری
	م س18ءن	م س19ءع	م س19ءہ	
زراعت	**3.9**	**0.8**	**3.8**	**0.2**
جس میں				
اہم فصلیں	3.6	-6.6	3.0	-0.3
گلہ بانی	3.6	4.0	3.8	0.4
صنعت	**4.9**	**1.4**	**7.6**	**0.3**
جس میں				
کان کنی اور کوہ کنی	7.7	-2	3.6	-0.1
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	5.1	-2.1	8.1	-0.2
بجلی کی پیداوار اور تقسیم	-9.1	40.5	7.5	0.6
تعمیرات	8.2	-7.6	10	-0.2
خدمات	**6.2**	**4.7**	**6.5**	**2.8**
جس میں				
تھوک اور خردہ تجارت	6.6	3.1	7.8	0.6
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات	2.1	3.3	4.9	0.4
مالیات اور بیمہ	7	5.1	7.5	0.2
عمومی سرکاری خدمات	11.8	8	7.2	0.6
جی ڈی پی	**5.5**	**3.3**	**6.2**	**3.3**

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف (بمطابق سالانہ منصوبہ 19-2018ء)

ماخذ : پاکستان دفتر شماریات

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں سے صنعتی پیداوار خاصی پست رہی اور م س 19ء میں 1.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ ایک سال قبل یہ 4.9 فیصد تھی۔ نمایاں کمی بڑے پیمانے کی اشیاسازی، تعمیرات، اور کان کنی و کوہ کنی کے شعبوں میں ہوئی۔ پست صنعتی کارکردگی کا بنیادی سبب سرکاری شعبے

---

[1] وفاقی ادارہ شماریات کی جانب سے مئی 2019ء میں جاری کردہ عبوری اعداد و شمار کے مطابق۔

کے ترقیاتی منصوبوں کے اخراجات میں کٹوتی کو قرار دیا گیا۔ دیگر عوامل کے اثرات کارفرما رہے جیسے زری پالیسی کی سختی، شرحِ مبادلہ کا اتار چڑھاؤ، ضوابطی اقدامات، اور بعض کاروباری حلقوں میں مستقبل کی معاشی پالیسیوں کے حوالے سے پائی جانے والی بے یقینی[2] جس نے وسیع تر اقتصادی سست روی کا ماحول بنادیا۔ اس کے برعکس بجلی اور گیس کی پیداوار اور تقسیم کو استثنیٰ حاصل رہا، اور اس میں گذشتہ سال کی نسبت حوصلہ افزا اضافہ ہوا۔

یہ سال زراعت کے لیے بھی بحیثیت مجموعی مایوس کن رہا اور اس میں 0.8 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال 3.9 فیصد رہی تھی۔ اہم فصلیں متوقع پیداوار نہ دے سکیں، کپاس اور گنّے کی پیداوار میں نمایاں کمی آئی جبکہ گندم کی پیداوار بھی م س 18ء کے مقابلے میں معمولی سی کم رہی۔ فصلوں کی کم پیداوار دراصل اہم مواقع پر پانی کی قلت اور شدید موسمی حالات کا نتیجہ تھی جبکہ خام مال کی زائد قیمتوں (خصوصاً کھاد کی) نے بھی منفی اثر ڈالا۔ تاہم یہ حوصلہ افزا ہے کہ ذیلی شعبہ گلہ بانی نے م س19ء میں اپنی نمو برقرار رکھی۔

جدول 2.2 : زرعی شعبے کا اضافہ قدر

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجوں میں

	تناسب	نمو			نمو میں حصہ داری
	م س19ء	م س18ءن	م س19ءہ	م س19ءع	م س19ءع
فصلی شعبہ	35.3	4.7	3.6	-4.4	-1.6
اہم فصلیں	21.9	3.6	3.0	-6.6	-1.5
دیگر فصلیں	11.2	6.2	3.5	2.0	0.2
کپاس کی جننگ	2.1	8.8	8.9	-12.7	-0.3
گلہ بانی	60.5	3.6	3.8	4.0	2.3
جنگل بانی	2.1	2.6	8.5	6.5	0.1
ماہی گیری	2.1	1.6	1.8	0.8	0.0
مجموعی	**100**	**3.9**	**3.8**	**0.8**	

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی ناقص کارکردگی نے شعبہ خدمات کو بھی متاثر کیا جس کی نمو معتدل ہو کر 4.7 فیصد ہوگئی جبکہ گذشتہ سال یہ 6.2 فیصد تھی۔ چونکہ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کے ساتھ تھوک اور خردہ تجارت کے مضبوط روابط ہیں اس لیے یہ بات ہرگز حیران کن نہ تھی کہ اس تجارت میں نمو م س18ء کے مقابلے میں زیرِ جائزہ عرصے کے دوران تقریباً نصف رہ گئی۔ عمومی سرکاری خدمات میں سست روی بھی گذشتہ سال کی نسبت خاصی نمایاں تھی، اگرچہ اس زمرے نے م س19ء کا اپنا نمو کا ہدف حاصل کرلیا (**جدول 2.1**)۔

[2] کاروباری طبقے میں جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران بے یقینی کا جزوی تعلق آئی ایم ایف کے متوقع بیل آؤٹ پیکیج سے جوڑا گیا تھا کیونکہ مئی 2019ء میں عملے کی سطح پر ہونے والے معاہدے کی تیاری میں پاکستانی حکام اور آئی ایم ایف کے مہمان وفد کے مابین طویل مذاکرات ہوئے۔

2.2 زراعت

م س19ء کے دوران زرعی شعبے کی کارکردگی ماند رہی اور اس میں 0.8 فیصد کی واجبی نمو ہوئی جو م س18ء کی 3.9 فیصد نمو اور 3.8 فیصد سالانہ ہدف سے نمایاں طور پر کم ہے (**جدول 2.2**)۔ اس کا بنیادی سبب فصلوں کے شعبے میں قابلِ ذکر کمی ہے جو م س18ء میں 4.7 فیصد نمو کے مقابلے میں رواں سال 4.4 فیصد کم ہوگیا۔ متعدد اہم فصلوں میں نمایاں کمی دیکھی گئی (**جدول 2.3**)۔ صورتِ حال کے بڑے اسباب یہ ہیں: بوائی کے موسم میں پانی کی قلت کے نتیجے میں زیرِ کاشت رقبہ کم ہونا، اور بنیادی خام مال جیسے کھاد، بیج اور کیڑے مار دواؤں کی قیمتوں میں اضافہ۔ دریں اثنا زراعت میں حاوی ذیلی شعبے گلہ بانی نے 4.0 فیصد کی نمو حاصل کرلی۔ اس نے نہ صرف فصلی شعبے میں نقصان کا ازالہ کیا بلکہ زرعی شعبے کو بحیثیت مجموعی واجبی نمو حاصل کرنے میں بھی مدد دی۔

خاص طور پر خریف کے سیزن کے دوران زیرِ کاشت اراضی میں قابلِ ذکر کمی آئی خصوصاً سندھ میں جہاں پانی کی قلت زیادہ تھی۔ م س19ء کے دوران خریف کی فصلوں کا مجموعی زیرِ کاشت رقبہ م س18ء کی نسبت 7.2 فیصد کم تھا۔ نیز، پانی کی قلت اور کھاد کے پست استعمال نے بھی فصل کی یافت پر منفی اثر ڈالا۔ چنانچہ بحیثیت مجموعی زرعی شعبے کے خام اضافۂ قدر میں خریف کی فصلوں کا حصہ م س18ء کی سطح سے نمایاں طور پر کم ہوگیا۔

ربیع کے سیزن میں پانی کی دستیابی نسبتاً بہتر ہوگئی جس سے کچھ اطمینان ہوا۔ تاہم بوائی میں تاخیر، کھاد کے پست استعمال، اور ناسازگار موسمی حالات نے گندم کی فصل کی یافت کم کردی۔

جدول 2.3 : اہم فصلوں کی پیداوار

ملین ٹن، کپاس ملین گانٹھوں میں، نمو فیصد میں

	پیداوار			نمو	
	م س18ء	م س19ء[ہ]	م س19ء[ع]	م س18ء[ن]	م س19ء[ع]
کپاس	11.9	14.4	9.9	**11.9**	-17.5
چاول	7.5	7.0	7.2	8.8	-3.3
گنّا	83.3	70.0	67.2	10.4	-19.4
گندم	25.1	25.6	25.2*	-6.0	0.5
مکئی	5.9	6.0	6.3	-3.8	6.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف۔ اہداف سالانہ منصوبہ 19-2018ء سے لیے گئے ہیں، ماسوائے گندم۔ یہ ایف سی اے کے اہداف سے مختلف ہوسکتے ہیں۔ * پیداواری شماریات این اے سی کی فراہم کردہ ہے، تاہم بارش سے نقصانات شامل نہیں، نظر ثانی سے ان کو کم کیا جاسکتا ہے۔

خام مال کی صورتِ حال:

خام مال کی صورتِ حال کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ 19-2018ء میں خریف اور ربیع دونوں سیزن میں پانی کی فراہمی کم رہی۔ تاہم جو آبی قلت ربیع کی ابتدا میں تھی وہ بعد میں مناسب بارشوں کے سبب م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں

شکل 2.1: آب پاشی کے پانی کا بہاؤ

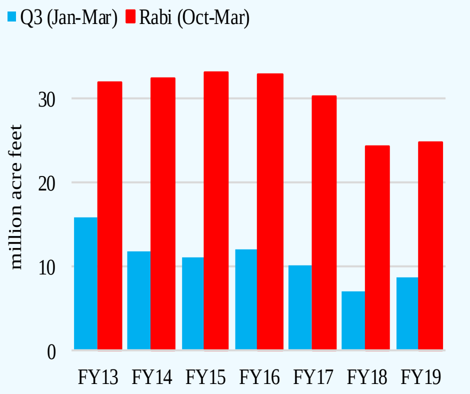

Data source: Indus River System Authority

دور ہو گئی۔ چنانچہ ربیع 19-2018ء کے لیے آبپاشی کے پانی کی فراہمی گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں واجبی طور پر 2.3 فیصد بہتر ہو گئی(**شکل 2.1**)۔

تاہم یہ بہتری کھاد کے کم استعمال کے سبب ماند پڑ گئی، جبکہ فصلوں کے شعبے کو قرض ، خصوصاً پیداواری قرض کے اجرا میں گذشتہ سال کی نسبت محدود نمو بھی آڑے آئی۔ مجموعی غذائی اجزا کا استعمال م س 19ء کی تیسری سہ ماہی میں بھی متواتر کم ہوتا رہا چنانچہ کھاد کا مجموعی استعمال ربیع 18-2017ء کے مقابلے میں ربیع 19-2018ء میں 3.5 فیصد کم ہو گیا۔ تفصیلات بلحاظ مصنوعات سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ یوریا کا استعمال 3.0 فیصد بڑھ گیا تاہم ڈی اے پی میں 17 فیصد کی نمایاں کمی نے اسے زائل کر دیا۔ ڈی اے پی کے استعمال میں کمی کی ممکنہ وجہ اس کی زائد قیمت کو قرار دیا جاسکتا ہے جو ربیع کے گذشتہ دو سیزن کی نسبت زیادہ تھے حالانکہ صوبائی اور وفاقی سطحوں پر متعدد زرِاعانت فراہم کی گئی تھیں[3] (**شکل 2.2**)۔ فصلوں کے شعبے کی ناقص کارکردگی کے رجحانات اور بلند شرحِ سود کے پیشِ نظر فصلوں کے شعبے کو قرضے جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران واجبی طور پر 0.3 فیصد کم ہو گئے جبکہ ٹریکٹروں کی تقسیم سال بسال بنیاد پر 23.8 فیصد[4] کم ہو گئی۔ تاہم اس عرصے کے دوران زرعی قرضے کا مجموعی اجرا گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 20.9 فیصد بڑھ گیا(**جدول 2.4**)۔

کاشت کی سرگرمیوں میں کمی کے باوجود پیداواری مقاصد کے لیے قرضوں میں اضافہ ہوا جس کی اہم وجہ خام مال کے نرخوں میں وسیع البنیاد اضافہ ہے۔ م س 19ء میں نرخوں کی صورتِ حال گذشتہ سال ربیع کے سیزن سے بدتر ہو گئی جب خام مال کی لاگت صرف ڈیزل مہنگا ہونے سے بڑھی تھی۔ رواں سال تمام ہی خام مال یعنی ٹریکٹر، کھاد اور ہر قسم کی کیڑے مار ادویات کے نرخ بڑھ گئے۔ چنانچہ کاشت کاروں کو سیالیت کی محدودیت کا سامنا کرنا پڑا جو خام مال کے نرخ بڑھنے اور فصل پر کم منافع ملنے دونوں کا نتیجہ تھی(**جدول 2.5**)۔ دریں اثنا ذیلی شعبوں گلہ بانی /

[3] فیڈ گیس سستے نرخ (185 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو) پر دی جا رہی ہے جبکہ فیول گیس کی قیمت 780 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو ہے۔ اس طرح فی تھیلا 714 روپے زرِاعانت دیا گیا ہے۔

[4] بڑی حد تک ٹریکٹر کی قیمتوں اور شرح سود میں اضافے کے باعث ٹریکٹر کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں ربیع 19-2018ء میں 27.8 فیصد گر گئی۔

شکل 2.2 : اوسط ماہانہ قیمتیں

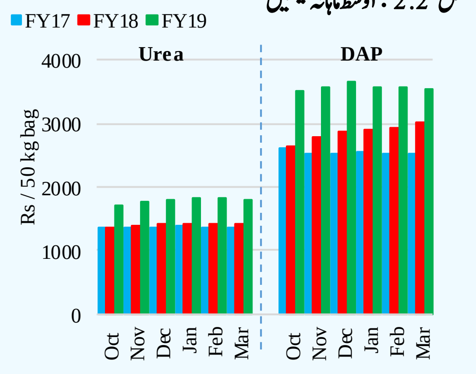

Data source: National Fertilizer Development Centre

ڈیری اور مرغبانی کے لیے جاری سرمائے کی بلند تر ضروریات کی بنا پر غیر کاشت شعبے میں نمو ہوئی۔ یہ رجحان م س 19ء میں گلہ بانی کے شعبے کی 4.0 فیصد نمو کے رجحان کے عین مطابق ہے۔

گندم:

پاکستان اقتصادی سروے کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ م س 19ء میں گندم کی پیداوار 0.5 فیصد کی معمولی شرح سے بڑھ کر 25.2 ملین ٹن ہو گئی (**جدول 2.3**) کیونکہ حکومت نے م س 18ء کی گندم کی پیداوار نظر ثانی کے بعد 0.4 ملین ٹن کم کر دی تھی۔ تاہم وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق (ایم این ایف ایس آر) کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق م س 19ء میں گندم کی پیداوار 24.3 ملین ٹن درج کی گئی جو مالی سال 18ء کی نظر ثانی شدہ پیداوار 25.1 ملین ٹن کی نسبت 3.2 فیصد کمی ظاہر کرتی ہے۔

وفاقی ادارہ شماریات اور وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق کے فراہم کردہ تخمینوں میں موجود اس تضاد کا سبب غالباً یہ ہے کہ وفاقی ادارہ شماریات عین کٹائی کے موقع پر بے وقت بارشوں اور ژالہ باری کے سبب پیداواری سطح کا احاطہ نہیں کرتا۔ آئندہ سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 19ء گندم کی فصل کی کارکردگی پر مزید روشنی ڈال سکے گی کیونکہ اُس وقت تک اعداد و شمار زیادہ حتمی صورت میں آ چکے ہوں گے۔ ذیل کا تجزیہ وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق کے فراہم کردہ تازہ ترین تخمینوں پر مبنی ہے۔

ربیع کے اِس سیزن میں گندم کی یافت 2.9 فیصد گر گئی جبکہ زیر کاشت رقبہ 0.4 فیصد کم ہو گیا۔ گندم کی پیداوار میں مسلسل دوسرے سیزن میں ہونے والی یہ کمی دراصل تین اسباب کا نتیجہ ہے: (1) گنّے کی کچل کاری میں تاخیر کے سبب زیرِ کاشت رقبہ کم ہو گیا، (2) غذائی اجزا خصوصاً فاسفیٹ کا استعمال ناکافی رہا چنانچہ یافت کم ہوئی، اور (3) بے وقت اور وقتاً فوقتاً بارشوں اور کٹائی کے وقت ژالہ باری نے فصلوں کے ایک حصے کو، خصوصاً جنوبی پنجاب میں، نقصان پہنچایا (**شکل 2.3**)۔

جدول 2.4: جولائی تا مارچ زرعی قرضے کا اجرا

ارب روپے میں، نمو فیصد میں

	سہ 3		فیصد فرق		جولائی تا مارچ		فیصد فرق	
	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
فارمی شعبہ								
الف۔ پیداوار[1]	112.4	137.3	32.2	22.2	298.7	368.3	36.0	23.3
تمام فصلیں	60.6	58.6	8.0	-3.3	169.7	169.2	16.7	-0.3
کارپوریٹ فارمنگ	30.6	41.4	130.1	35.3	70.4	117.3	109.5	66.6
ب۔ ترقیاتی[2]	5.7	6.3	54.1	10.5	16.8	23.8	36.6	41.7
ٹریکٹر	1.6	1.0	33.3	-37.5	4.2	3.2	40.0	-23.8
ج۔ مجموعی فارمی شعبہ (الف+ب)	118.1	143.6	33.1	21.6	315.5	392.1	36.1	24.3
غیر فارمی شعبہ (جاری سرمایہ اور معینہ سرمایہ کاری)								
گلہ بانی/ڈیری	60.7	67.7	52.1	11.5	177.4	210.6	43.5	18.7
مرغبانی	30.1	36.8	27.0	22.3	85.2	99.5	38.8	16.8
دیگر	25.3	29.7	33.9	17.4	88.0	102.9	56.9	16.9
د۔ مجموعی فارمی شعبہ	116.1	134.2	40.7	15.6	350.6	412.9	45.4	17.8
مجموعی زراعت (ج+د)	234.2	277.8	36.8	18.6	666.1	805.0	40.8	20.9

[1] پیداواری قرضے بیجوں، کھاد، کیڑے مار ادویات وغیرہ جیسے خام مال خریدنے کے لیے ہیں۔

[2] ترقیاتی قرضے ٹریکٹر، ٹیوب ویل اور دیگر زرعی مشینری کے لیے ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

پست یافت کا ایک اور سبب بعض علاقوں میں غیر تصدیق شدہ بیجوں کا استعمال ہے۔ یافت میں کمی زیادہ تر چکوال جیسے ان اضلاع میں پائی گئی ہے جہاں موسم اور کیڑوں سے مزاحمت والی نئی اقسام کے بجائے دیسی اقسام کے بیج بوئے گئے۔ دیسی بیج موسمی تبدیلیوں کی ناکافی مزاحمت رکھتے ہیں۔ تصدیق شدہ بیجوں کے پست استعمال کی ایک جزوی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سیزن کے لیے سرکاری قیمت جوں کی توں رہی یعنی 40 کلو گرام پر 1300 روپے۔ بیشتر نقصانات پنجاب میں دیکھے گئے خصوصاً جنوبی علاقے میں جہاں یافت 4 فیصد کم ہوگئی جبکہ نقصانات سے پہلے کے عبوری تخمینے بلند تھے۔[5]

[5] اپریل کے آغاز میں ایف سی اے نے اپنے اجلاس میں پنجاب کی ابتدائی یافت 2951 کلوگرام فی ہیکٹر بتائی تھی جبکہ نقصان کا احاطہ کرنے کے بعد تازہ ترین یافت 2832 کلوگرام فی ہیکٹر ہے۔ تازہ ترین تخمینے ایم این ایف ایس آر کے ہیں۔

موسمی تبدیلی کے تناظر میں تصدیق شدہ اور موسم سے مزاحمت کرنے والے بیجوں کا استعمال ضروری ہے تاکہ غیر متوقع اور موسمی تلون سے ہونے والے نقصانات کم کیے جا سکیں۔ نیز، یہ بھی ضروری ہے کہ چھوٹے کاشت کاروں کی قوتِ برداشت بڑھانے کے لیے بلحاظ موسم سرگرمیاں اور بیمہ سازی اپنائی جائے۔ اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے پنجاب کراپ انشورنس کے تازہ ترین پروگرام کا یہ بھی ایک مقصد ہے کہ یافت کے نقصانات پر چھوٹے زمینداروں کی تلافی کی جائے، پیداواریت بڑھائی جائے، اور موسم سے مناسبت رکھنے والے طریقے اپنانے کو فروغ دیا جائے جیسے بیجوں کی نئی اقسام کا استعمال۔ اس پروگرام کے تحت ربیع 19-2018ء کی گندم کی یافت میں نقصانات پر اُن کاشت کاروں کی تلافی کی جائے گی جو پروگرام میں شامل ہیں (**باکس 2.1**)۔

جدول 2.5: زرعی خام مال کے نرخ (اکتوبر تا مارچ)

تھوک قیمت اشاریہ میں سال بسال فیصد فرق

	ربیع 18-2017ء	ربیع 19-2018ء
ٹریکٹر	0.0	11.6
کھاد	2.7	17.8
کرم کش ادویات	0.8	2.4
کیڑے مار ادویات	-0.4	6.2
مشینی ہل	-7.1	0.0
ڈیزل	21.5	29.9
تمام زرعی خام مال	*12.2*	*23.5*

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

خوراک کے صوبائی اداروں اور پاسکو کی تحویل میں گندم کے ذخائر آخر مارچ 2019ء پر 4.5 ملین ٹن تھے جبکہ مارچ 2018ء میں 7.3 ملین ٹن تھے (**شکل 2.4**)۔ گندم کی ہدف سے کم پیداوار کے باوجود پہلے سے موجود ذخائر 25.8 ملین ٹن ملکی ضروریات کے لیے اب بھی کافی ہیں۔[6] اگرچہ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں کچھ گندم برآمد بھی کی گئی ہے[7] تاہم یہ برآمدات صوبائی حکومتوں کے گندم کی ماکاری کے اخراجات پر بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔

شکل 2.3: گندم کی پیداوار اور شرحِ نمو

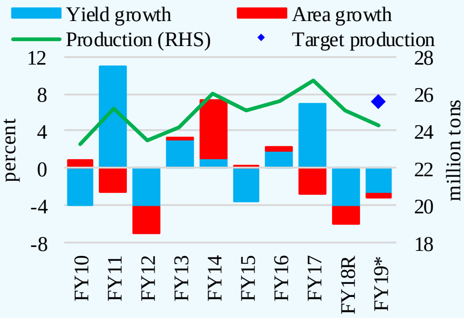

Data source: Pakistan Bureau of Statistics. FY19* figure is post-rain estimate reported by MNFSR.

اس سال حکومت نے خریداری کے 6.3 ملین ٹن ہدف کا اعلان کیا تھا جو گذشتہ سال کے 6.1 ملین ٹن ہدف اور م س 18ء کی حقیقی خریداری 5.9

[6] اس تخمینے کی بنیاد 120 کلوگرام فی کس سالانہ ضرورت ہے۔ ماخذ: ایم این ایف ایس آر

[7] جولائی تا مارچ م س 19ء کی برآمدات 0.56 ملین ٹن رہی جبکہ م س 18ء میں اسی مدت کے دوران 0.31 ملین ٹن برآمد کی گئی تھی۔

ملین ٹن سے زائد تھا۔ اس سے قطع نظر صوبائی اداروں کی اکثریت حقیقی خریداری کی تصدیق آخر مارچ 2019ء تک نہیں کر سکی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کاشت کاروں کو گندم ذخیرہ کرنے کی سہولت میسر نہیں ہے چنانچہ وہ فصل کو نمی سے پہنچنے والے نقصانات سے نہیں بچا سکتے نتیجتاً، حکومت کے گندم نہ خریدنے کی صورت میں کاشت کار اسے اکثر سستے نرخ پر بیچ دیتے ہیں۔

شکل 2.4: گندم کے ذخائر اور خریداری

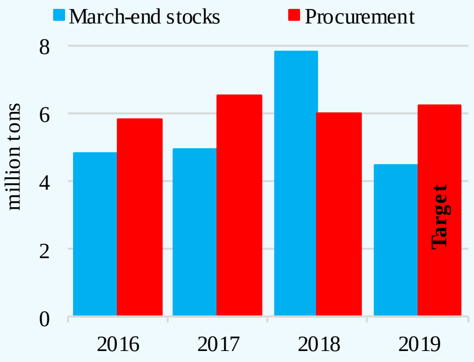

Target: set as on May 15, 2019.
Data source: Ministry of National Food Security and

باکس 2.1: پنجاب کراپ انشورنس پروگرام- تجرباتی منصوبے کی خصوصیات اور حاصل شدہ اسباق

کراپ انشورنس پروگرام (سی آئی پی) حکومتِ پنجاب کی اس حکمتِ عملی کا لازمی جز ہے جس کا مقصد زراعت کو اگلے پانچ سال میں عالمی بینک کے 'اسمارٹ'[8] پروگرام کے اہداف کے مطابق تبدیل کرنا ہے تاکہ فصلوں کی پیداواریت بڑھے، مسابقت میں اضافہ ہو، اور موسمی تبدیلی اور قدرتی آفات سے مقابلے کے لیے چھوٹے کاشت کاروں کی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے۔ تجرباتی منصوبوں کے دو مراحل شروع کیے گئے تھے، اول خریف 2018ء میں کپاس اور چاول کے لیے، اور دوم ربیع 19-2018ء میں گندم کے لیے۔ کپاس کی یافت توقع سے کم رہنے کے باعث ضلع ساہیوال میں کپاس کے کاشت کاروں کو خریف 2018ء سیزن میں رقم بھی ادا کی گئی تھی۔ ان تجرباتی منصوبوں سے کئی مسائل کی شناخت میں مدد ملی۔ خام مال کے چناؤ میں بہتری آنے اور یافت بڑھانے میں وقت لگے گا تاہم اس باکس میں پروگرام کی اہم خصوصیات اور حاصل ہونے والے سبق کو اجاگر کیا جائے گا۔

موجودہ صورتِ حال

وفاقی سطح کی موجودہ 'کراپ لون انشورنس اسکیم' جو 2008ء سے برقرار ہے، اس لحاظ سے ناکام ہے کہ یہ صرف اس وقت فعال ہوتی ہے جب حکام کسی علاقے کو آفت زدہ قرار دیتے ہیں اور یافت کا نقصان 50 فیصد سے زائد ہوتا ہے۔ تب یہ اسکیم دیوالیہ ہونے والے کاشت کاروں کے ذمے واجب الادا فصلی قرضے کی رقم قرض گار ادارے کو ادا کرتی ہے، چنانچہ یافت کے نقصان پر چھوٹے کاشت کاروں کو اس اسکیم کا براہِ راست فائدہ نہیں ہوتا۔

[8] عالمی بینک کے 300 ملین ڈالر کے تعاون سے پروجیکٹ برائے "پنجاب میں زرعی و دیہی کایاپلٹ کے لیے منڈیوں کا استحکام" پروگرام برائے نتائج (اسمارٹ پنجاب پی فار آر) کے تحت بیمۂ فصل کا پروگرام 2018ء سے 2022ء تک تیار کرکے شروع کیا جانا تھا۔

کلیدی مقاصد اور سی آئی پی کی خصوصیات

• پنجاب کے پانچ ایکڑ سے کم رقبے کے مالک چھوٹے کاشت کاروں کو یافت میں ہونے والے اُس نقصان کی تلافی کرنا جو کیڑوں کے حملے اور / یا قدرتی آفات کی بنا پر ہو

• فصلوں کی یافت اور پیداوار بہتر بنانے کی غرض سے بیمہ ٔ فصل کو کریڈٹ لائن کے ساتھ منسلک کرنا، کاشت کاروں کو ترغیب دی جائے گی کہ وہ بلند یافت والے بیجوں اور کھاد میں سرمایہ لگائیں

• کاشت کاروں کو موسم کی مزاحمت کرنے والی ٹیکنالوجی اپنانے کی ترغیب دینے کے لیے پہلے پانچ سال میں پریمیم پر زرِ اعانت دی جائے گی اور اس ٹیکنالوجی کے استعمال پر راغب کیا جائے گا۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 19ء میں توجہ دلائی گئی ہے، موسمیاتی تبدیلی سے ابھرنے والے خطرات یافت کے نقصان کے لحاظ سے پاکستان کے لیے زیادہ نمایاں ہیں۔

جدول 2.1.1 : مارچ 2019ء تک استعمال کی تفصیل

	کاشت کار	بیمہ شدہ رقبہ (ایکڑ)
خریف 2018ء (4 اضلاع)	**16,750**	**42,779**
کپاس	12,357	31,874
چاول	4,393	10,905
ربیع 19-2018ء (9 اضلاع)	**41,375**	**97,773**
گندم	41,375	97,773
مجموعہ	**58,125**	**140,552**

ماخذ: پروگرام پر عمل درآمد کا یونٹ

یہ پروگرام بیمہ ٔ فصل کے لیے 'رقبہ-یافت-اشاریہ-بیمہ' (اے وائی آئی آئی) ماڈل استعمال کرتا ہے اور یونٹ ایریا آف انشورنس (یو اے آئی) کہلانے والی تحصیل، یا مرکز جیسی کسی جغرافیائی حدود میں بیمہ شدہ یافت سے ماورا ہونے والے یافت کے نقصان پر کاشت کاروں کو تلافی دیتا ہے۔ چنانچہ کسی کاشت کار کو ہونے والے انفرادی نقصان کی تلافی ماضی کی بنیاد پر موازنہ کر کے نہیں کی جاتی بلکہ علاقے کی اوسط یافت کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔

ماضی کی یافتوں کی بنیاد پر بیمہ شدہ یافت متعین کی جاتی ہیں اور ان کا موازنہ موجودہ یافتوں سے کیا جاتا ہے، یافت میں ہونے والا نقصان بیمہ کمپنی پورا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ضلع چیچہ وطنی میں کپاس کی یافت ماضی میں 726.3 کلوگرام فی ایکڑ ہوتی رہی ہے (یہ اے وائی آئی آئی ہے)، تحفظ 80 فیصد رکھا گیا چنانچہ 581 کلوگرام فی ایکڑ بیمہ شدہ یافت ہے۔ چونکہ تحصیل چیچہ وطنی میں موجودہ یافت 485 کلوگرام فی ایکڑ ہوئی ہے اس لیے نقصان کا تناسب 16.4 فیصد ہے۔ روپے کے لحاظ سے کپاس کے بیمے کی رقم فی ایکڑ 50 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ چونکہ بیمہ کمپنی نے 16.4 فیصد رقم ادا کی چنانچہ تحصیل چیچہ وطنی میں بیمہ شدہ تمام کاشت کاروں کو فی ایکڑ 8,171 روپے کے مساوی ادا کیے گئے۔

خریف اور ربیع م س 19ء کے تجرباتی منصوبے

اپریل 2018ء سے مارچ 2019ء تک مجموعی طور پر 58,125 کاشت کاروں کا بیمہ کیا گیا جن کی اراضی 140,552 ایکڑ ہے۔ اس میں کپاس، چاول اور گندم کی فصلوں کا بیمہ کیا گیا (**جدول 2.1.1**)۔ ابتدائی تجرباتی منصوبہ خریف 2018ء میں 4 اضلاع میں شروع کیا گیا اور ربیع 19-2018ء میں 9 اضلاع تک اسے توسیع دی گئی۔

• اس کا ٹارگٹ گروپ 'پنجاب کسان ای کریڈٹ' اور وفاقی سی ایل آئی ایس کے قرض گیروں پر مشتمل تھا جن کا بیمہ پودا لگانے سے فصل کی کٹائی تک کیا گیا۔

• ای کریڈٹ قرض گیروں کو زیریں تحفظ (متوقع یافت کا صفر سے 80 فیصد تک) اور سی ایل آئی ایس قرض گیروں کو بالائی تحفظ (متوقع یافت کا 50 سے 80 فیصد تک) دیا گیا۔ ای کریڈٹ والوں کی اسکیم کی ابتدائی بنڈلنگ میں بیمہ کمپنیوں کو دائرہ کار اور خطرات کے انتظام کی اجازت دی گئی، اور ان کے مارکیٹنگ اور دیگر اخراجات بچائے گئے۔ای کریڈٹ کے تمام قرض گاروں کے لیے یہ کوریج لازمی تھی اور سی ایل آئی ایس کے لیے اختیاری۔

جدول 2.1.2: پریمیم کی تفصیل

	پریمیم کی رقم (روپے فی ایکڑ)			زرِاعانت (فیصد)	کاشت کاروں کی طرف سے پریمیم کا حصہ (روپے فی ایکڑ)		
	کپاس	چاول	گندم		کپاس	چاول	گندم
ای کریڈٹ قرض گیر							
5 ایکڑ تک	1,250	750	570	100	0	0	0
5.01 سے 12.5 ایکڑ تک	1,250	750	444	50	625	375	222
سی ایل آئی ایس قرض گیر							
25 ایکڑ تک	600	200	444	50	300	100	222

ماخذ: پروگرام پر عمل درآمد کا یونٹ- کراپ انشورنس پروگرام

• بیمے کی رقم کی بنیاد اسٹیٹ بینک کی طرف سے مقرر کردہ سی ایل آئی ایس فصل کی علامتی حدوں کو بنایا گیا ہے جو فصل کی مالیت ہے۔ خریف کے لیے ای کریڈٹ قرض گیروں کا بیمہ 50 ہزار روپے فی ایکڑ اور گندم کے لیے 30 ہزار روپے رکھا گیا جبکہ سی ایل آئی ایس کے لیے صرف 20 ہزار روپے فی ایکڑ بیمہ رکھا گیا۔ ای کریڈٹ کے کاشت کاروں میں سے جن کی زمین 5 ایکڑ سے کم تھی انہیں پریمیم پر 100 فیصد زرِاعانت دیا گیا جبکہ 5 ایکڑ سے زیادہ رقبے کے مالکان کو 50 فیصد زرِاعانت دیا گیا۔ان میں اکثریت ای کریڈٹ قرض گیروں کی تھی جبکہ سی ایل آئی ایس قرض گیروں کی تعداد بہت کم تھی (**جدول 2.1.2**)۔

جدول 2.1.3: ساہیوال (چیچہ وطنی) میں کپاس کے دعووں کی ادائیگی

کاشت کاروں کی تعداد	متاثرہ رقبہ	بیمے کا اشاریہ	موجودہ اشاریہ	یافت میں کمی	فی کاشت کار ادائیگی	کپاس کی فصل کی پیداواری لاگت	حقیقی تخمینی دعوے
	ایکڑ	کلوگرام فی ایکڑ	کلوگرام فی ایکڑ	فیصد	روپے فی ایکڑ	روپے فی ایکڑ	ملین روپے
1,986	5,193	581	487	16.3	8,171	59,666	32.9

ماخذ: پروگرام پر عمل درآمد کا یونٹ- کراپ انشورنس پروگرام

پروگرام کے نتائج اور لاگت

ساہیوال کے اضلاع میں کپاس کی فصل کی یافت میں کمی کے سبب خریف 19-2018ء کے لیے بیمے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ فی کاشت کار ادائیگی 8,171 روپے فی ایکڑ کی گئی، مجموعی طور پر 1986 کاشت کاروں کو ادائیگی ہوئی جبکہ متاثرہ رقبہ 5193 ایکڑ تھا چنانچہ مجموعی دعوے 32.9 ملین روپے کے تھے (جدول **2.1.3**)۔ گندم کی 2018-19ء کی فصل کے دعووں کا تخمینہ ابھی باقی ہے کیونکہ فصل کے نقصانات کی پیمائش ہو رہی ہے۔

حاصل شدہ اسباق

- اس پروگرام کے اہم ترین نتائج میں سے ایک نتیجہ یہ ہو گا کہ وقت گزرنے کے ساتھ بیمہ کی مارکیٹ تشکیل پا جائے۔
- مشاہدے میں آیا کہ اس سہولت کا استعمال ابتدائی ہدف کے مقابلے میں بھی کافی کم تھا جس سے کاشت کاروں کی ناکافی آگاہی کا پتہ چلتا ہے کہ انہیں اس پروگرام کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا۔
- پانچ ایکڑ تک رقبے کے مالکان کی دلچسپی زیادہ تھی جنہیں 100 فیصد زرِاعانت ادا کیا گیا، بہت کم کاشت کاروں کو پریمیم ادا کرنا پڑا۔
- جب کاشت کاروں کو بیمہ اسکیم کے مقصد اور افادیت کا علم ہو گا تو اس اسکیم کے یافت پر اور موسم کی مزاحم ٹیکنالوجی اپنانے پر اثرات سامنے آئیں گے۔
- یہ پالیسی اہم فصلوں کی معاون ہو سکتی ہے جبکہ سرکاری نرخوں کے ذریعے مارکیٹ میں مداخلت کا بھی کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔
- بیمہ کمپنیوں نے کاشت کاروں کو ادائیگی تاخیر کے بغیر کر دی۔ اس طرح اسکیم پر کاشت کاروں کا بھروسہ اور اگلے مراحل میں رجوع بڑھنے کی توقع ہے جبکہ آگاہی کے پروگراموں میں اضافے سے توقع ہے کہ کاشت کار موسم سے ہم آہنگ ٹیکنالوجی اختیار کر کے، بلند یافت والے بیجوں کی اقسام اپنا کر، اور کھاد کا استعمال بڑھا کر یافت بہتر بنائیں گے۔
- کاشت کاروں کو قدرتی آفات اور یافت کے نقصانات سے بچانے کے لیے ان کا بیمہ ضروری ہے چنانچہ اسکیم کو دوسرے صوبوں میں بھی نافذ کرنا چاہیے۔

حوالہ جات:

مرزا وسیم، 2019ء پائلٹ پروجیکٹ رپورٹ-خریف 2018ء۔ کراپ انشورنس پروگرام پنجاب

اسٹیوٹلے، چارلس؛ کلاو کونڈا، وجے سیکر؛ جینسن، جوہانس جارجز پیئس۔ 2018ء۔ *A Feasibility Study: Assessing the Potential for Large-Scale Agricultural Crop and Livestock Insurance in Punjab Province, Pakistan* واشنگٹن ڈی سی، ورلڈ بینک گروپ۔

چھوٹی فصلیں:

جہاں تک تیل کے بیجوں کی فصل کا تعلق ہے، اس کے زیرِ کاشت رقبے میں 20.5 فیصد اضافے کا تخمینہ لگایا گیا جس سے پیداوار بڑھنے کی توقع ہے۔ عبوری تخمینوں کے مطابق سرسوں اور کینولا کی کاشت ہدف سے زائد کی گئی جبکہ سورج مکھی کی فصل اپنا ہدف پورا نہ کر سکی (**شکل 2.5**)۔ دو باتیں قابلِ ذکر ہیں: پہلی، پنجاب میں جن علاقوں میں سورج مکھی کاشت ہوتی تھی وہاں کینولا اور سرسوں کاشت کی گئی حالانکہ بوائی کے موقع پر سورج مکھی کے لیے زرِاعانت اسکیم کا وعدہ کیا گیا تھا۔[9] اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج مکھی پر زرِاعانت اسکیم آپریشنل نوعیت کی تاخیر اور بیجوں کی قلت کا شکار ہوئی۔ دوسری، سندھ میں سورج مکھی کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھا اور اس کے ساتھ ہی کینولا اور سرسوں کا رقبہ کم ہوا۔ پنجاب میں اسکیم

[9] صرف پنجاب میں دستیاب اس زرِاعانت اسکیم کے تحت فی 40 کلو گرام 3000 روپے کی دوبارہ خریداری، اور فصل کی بوائی کی تصدیق پر 4000 روپے کٹائی کے موقع پر ادائیگی کی ضمانت دی جاتی ہے۔

کے حوالے سے واضح موقف نہ آنے کی بنا پر بیجوں کی نجی کمپنیوں نے اپنے بیج سندھ میں کاشت کاروں کو سستے نرخ پر فروخت کر دیے کیونکہ پنجاب کے مقابلے میں سندھ میں سورج مکھی کی بوائی کا سیزن پہلے شروع ہو جاتا ہے۔

شکل 2.5: روغنی بیجوں کا زیر کاشت رقبہ

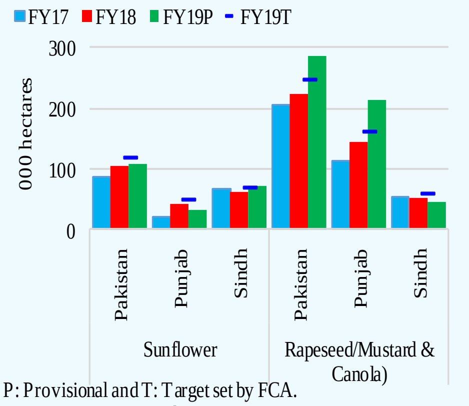

P: Provisional and T: Target set by FCA.
Data source: FCA Working Paper 2019-20.

2.3 صنعت[10]

م س 19ء کے دوران جب اقتصادی استحکام کے اقدامات کے اثرات پختہ ہوئے تو صنعتی شعبے کی کارکردگی سست ہو کر 1.4 فیصد پر آ گئی۔[11] اقتصادی استحکام کی پالیسیوں اور ضوابطی اقدامات کے اثرات سب سے زیادہ نمایاں تعمیرات اور اشیاسازی کی سرگرمیوں میں تھے۔

مالیاتی یکجائی کے اقدامات کے نتیجے میں م س19ء کے دوران ایک طرف سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کم ہو گئے ہیں جبکہ سی پیک سے متعلق اخراجات میں بھی نمایاں کمی واقع ہوئی ہے، تو دوسری طرف ضوابطی اقدامات مثلاً ڈیوٹیوں میں اضافہ، نان فائلرز کے نئی کار اور جائیداد خریدنے پر پابندی[12]، اور فرنس آئل سے بجلی بنانا بند کرنے کے تعمیرات سے منسلک صنعتوں، دواسازی، گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار پر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سخت زری پالیسی سے مالی لاگت بڑھ گئی، اور بعض صنعتی زمروں کی سرگرمیاں شرحِ مبادلہ کی کمی سے بھی متاثر ہوئیں۔ نجی شعبے کو بینک قرضے، خصوصاً جاری سرمائے کے قرضے خاصے بڑھ گئے جس کا سبب ذخائر (inventories) میں اضافہ اور خام مال کے نرخ بڑھنا ہے جس سے لاگت میں مزید اضافہ ہوا جبکہ م س19ء کے دوران معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے کم ہو گئے۔

دورانِ سال اس منفی پیش رفت کے باوجود بعض شعبے عمدہ کارکردگی دکھانے میں کامیاب رہے، مثلاً چھوٹے پیمانے کی اور گھریلو اشیاسازی اور بجلی کی پیداوار اور تقسیم اور گیس کی تقسیم۔ موٴخرالذکر ذیلی شعبے میں نمو تاریخ کی بلندیوں پر پہنچ گئی کیونکہ سی پیک سے متعلق (آر ایل این جی اور

[10] اس سیکشن میں مارچ 2019ء تک کا حقیقی ڈیٹا استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ اس سیکشن میں دیے گئے اعداد و شمار جدول 2.1 سے مختلف ہو سکتے ہیں جو سالانہ تخمینوں پر مبنی ہے۔
[11] گذشتہ پانچ سال کے دوران صنعتی شعبے نے سالانہ اوسطاً 5 فیصد سے ترقی کی تھی۔
[12] یہ پابندی بالآخر اٹھالی گئی تھی۔

کوئلے سے چلنے والے) توانائی کے نسبتاً کارگر منصوبوں نے فرنس آئل سے چلنے والے پست کارکردگی کے حامل کارخانوں کی جگہ لے لی، اس کے ساتھ ساتھ توانائی کے نرخوں میں اضافہ بھی ہوا۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی

جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی 15 بڑی صنعتوں میں سے 11 کی سرگرمیوں میں وسیع البنیاد کمی دیکھی گئی۔ ماسوائے کھاد کے شعبے کے، تمام بڑے شعبوں نے گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں رواں سال تخفیف دکھائی (**جدول 2.6**)۔

گاڑیاں

م س 19ء کی ابتدائی دو سہ ماہیوں کی نسبت تیسری سہ ماہی میں گاڑیوں کے شعبے کا سکڑاؤ زیادہ نمایاں ہو گیا۔ چنانچہ جولائی تا مارچ م س 19ء میں اس شعبے میں 7.6 فیصد تخفیف ہوئی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں 18.9 فیصد متاثر کن نمو ہوئی تھی (**شکل 2.6**)۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو–جولائی تا مارچ

فیصد

		سال بسال نمو		نمو میں حصہ داری	
	وزن	م س18ء	م س19ء	م س18ء	م س19ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	6.3	-2.9		
ٹیکسٹائل	20.9	0.6	-0.3	0.2	-0.1
سوتی دھاگہ	13.0	0.1	0.0	0.0	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.0	0.1	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	33.4	-14.1	0.1	0.0
غذا	12.4	-0.3	-4.7	-0.1	-1.0
شکر	3.5	-11.7	-13.3	-1.2	-1.1
سگریٹ	2.1	84.9	7.2	0.9	0.1
نباتی گھی	1.1	7.4	0.8	0.1	0.0
خوردنی تیل	2.2	2.9	0.5	0.1	0.0
مشروبات	0.9	-7.6	-4.2	-0.2	-0.1
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	12.3	-6.0	0.7	-0.4
فولاد	5.4	27.5	-11.0	1.0	-0.5
غیر دھاتی معدنیات	5.4	12.3	-5.0	1.3	-0.6
سیمنٹ	5.3	12.4	-5.4	1.3	-0.6
گاڑیاں	4.6	18.9	-7.6	1.3	-0.6
جیپ اور کاریں	2.8	22.1	-0.1	0.7	0.0
کھاد	4.4	-8.3	4.5	-0.5	0.2
دواسازی	3.6	4.2	-8.4	0.4	-0.7
کاغذ	2.3	9.0	-3.9	0.3	-0.1
برقی مصنوعات	2.0	106.6	23.7	1.8	0.8
کیمیائی اشیا	1.7	0.5	-3.9	0.0	-0.1
کاسٹک سوڈا	0.4	21.1	-4.7	0.1	0.0
چرمی مصنوعات	0.9	-8.2	1.0	-0.1	0.0

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گاڑیوں کے زمرے کی طلب کو کسی حد تک متاثر کرنے والی وجوہات بعض پالیسی اقدامات ہیں جیسے نان فائلرز کے گاڑی خریدنے پر ضوابطی پابندی[13] اور شرحِ سود میں اضافہ[14]۔ مزید برآں، پاکستانی روپے کی قدر میں نمایاں کمی سے پیداواری لاگت بڑھ گئی جس سے قیمتوں میں اضافہ ہوا اور طلب مزید کم ہوئی۔ معاشی سرگرمیوں، خصوصاً زرعی آمدنی میں تخفیف کی شدت کا زیادہ اندازہ ٹریکٹروں اور موٹر سائیکلوں (بنیادی طور پر دیہی طلب) اور کمرشل گاڑیوں سے ہوتا ہے جن کی نمو میں دوہندسی سکڑاؤ آیا (**جدول 2.7**)۔

شکل 2.6 : گاڑیوں کے شعبے کی نمو (جولائی تا مارچ)

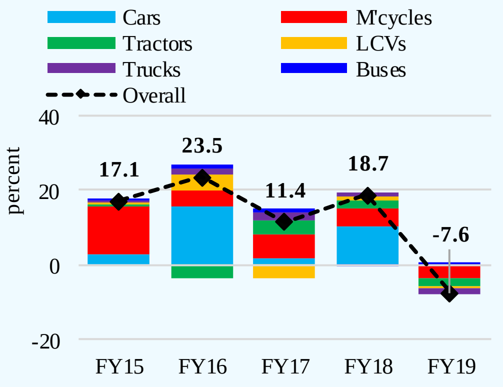

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران کار کا زمرہ 5 فیصد نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہا جس کی بڑی وجہ سابقہ بکنگ تھی اور جس نے ضوابطی پابندیوں (خصوصاً نان فائلرز والی) کے اثرات جزوی طور پر زائل کر دیے۔ گاڑیوں کی بعض مقبول اقسام کی فراہمی کا دورانیہ جون 2018ء تک 6 سے 9 ماہ تھا، یعنی جب ضوابطی اقدام کے سلسلے میں خریداروں کا فعال ٹیکس فائلر کے طور پر اپنا اندراج لازم نہیں تھا۔ سابقہ بکنگ کے اثرات دسمبر 2018ء تک باقی رہے جس کے بعد کاروں کی پیداوار م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں 12 فیصد سکڑ گئی جبکہ مالی سال کی پہلی ششماہی میں 4.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ استعمال شدہ کاروں کی درآمد پر سخت پالیسی نے بھی صارفین کو ملکی ساختہ کاروں کی طرف مائل کرنے میں مدد دی جس کا ثبوت م س19ء کے دوران پرانی کاروں کی درآمد میں تخفیف سے ملتا ہے۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

م س19ء میں شعبہ تعمیرات میں 7.6 فیصد کی تیز رفتار کمی آئی جبکہ م س18ء میں 8.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ جن اقتصادی عوامل کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اس کے علاوہ اس شعبے سے مخصوص بعض مسائل مثلاً نان فائلرز کے چار ملین روپے سے زائد کی غیر منقولہ جائیداد خریدنے پر پابندی اور صفِ اول کے ایک پراپرٹی ڈیولپر کے خلاف عدالتی سماعت نے جائیداد کے بازار میں طلب کو ماند کیا۔

[13] یہ پابندی جولائی 2018ء سے مارچ 2019ء تک نافذ رہی۔

[14] کارمالکاری کے لیے بینکوں کے قرضے جو م س18ء کی تیسری سہ ماہی میں 13.9 ارب روپے تھے، م س19ء کی تیسری سہ ماہی میں گھٹ کر 5.9 ارب روپے رہ گئے۔

جدول 2.7 : جولائی تامارچ گاڑیوں کی پیداوار

	م س16ء	م س17ء	م س18ء	م س19ء	نمو(فیصد) م س18ء	نمو(فیصد) م س19ء
تمام کاریں	111,830	127,893	148,899	156,038	16	5
800سی سی سے کم کی کاریں	27,893	29,966	36,438	30,649	22	(16)
800سے1000سی سی کاریں	19,139	26,180	38,377	45,627	47	19
1000سی سی سے زائد کی کاریں	64,798	71,747	74,084	79,762	3	8
اسپورٹس یوٹیلٹی وہیکلز	621	812	9,841	5,745	1,112	(42)
لائٹ کمرشل وہیکلز	29,529	18,637	22,605	19,098	21	(16)
ٹرک	3,940	5,489	6,907	5,027	26	(27)
بسیں	746	893	555	649	(38)	17
ٹریکٹر	21,942	37,938	52,551	37,457	39	(29)
موٹر بائک	982,174	1,211,454	1,425,453	1,342,185	18	(6)

ماخذ: پاما

ریئل اسٹیٹ ڈیولپرز کے منافع میں کمی بھی ایک اور اہم عامل ہے۔ درآمدی خام مال کے نرخ بڑھنے سے تعمیرات کی لاگت کافی بڑھ چکی ہے۔ قرضے کے اخراجات میں اضافے نے پیداوار کی لاگت مزید بڑھادی۔ تحدید کے بعض ضوابطی اقدامات نے بھی ریئل اسٹیٹ مارکیٹوں میں بے یقینی پیدا کی۔ تاہم لاگت میں ہونے والا اضافہ مکاناتی یونٹوں کی قیمت میں ہونے والے اضافے سے ہم آہنگ نہ تھا۔ جب منافع گھٹا تو بہت سے منصوبے مارکیٹ کی موجودہ حرکیات کے سبب ڈیولپرز کے لیے ناقابلِ عمل ہوگئے۔

سیمنٹ

جولائی تامارچ م س19ء کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں 5.4 فیصد کمی درج کی گئی جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 12.4 فیصد کی دوہندسی نمو ہوئی تھی۔ جولائی تامارچ عرصے کے دوران گذشتہ آٹھ سال میں پہلی بار کمی ہوتی دیکھی گئی ہے۔ اگر سیمنٹ کی برآمدات نے سہارانہ دیا ہوتا تو یہ تخفیف اور زیادہ ہوتی کیونکہ سیمنٹ کی برآمدات نے ملکی طلب میں کمی کا جزوی ازالہ کیا۔

حالیہ برسوں میں سیمنٹ کے شعبے میں بڑے پیمانے کی توسیع ہوئی ہے جو ملک کی اقتصادی ترقی سے ہم آہنگ ہے۔ سیمنٹ کی صنعت کو بڑھاوا دینے میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات نے مدد دی جسے انفرااسٹرکچر پرسی پیک سے منسلک اخراجات سے معاونت ملی۔ تاہم اقتصادی استحکام کے موجودہ مرحلے کے دوران اس نوعیت کا تعاون نہیں مل سکتا۔

فولاد

شکل 2.7 : سہ ماہی اوسط قیمتوں میں نمو

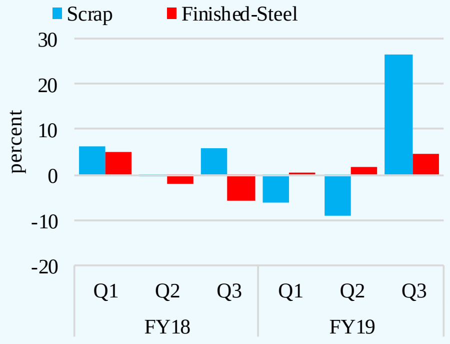

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران فولاد کی صنعت میں 11.0 فیصد کی دوہندسی تخفیف ہوئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 27.5 فیصد کی زبردست نمو ہوئی تھی۔ پالیسی کی بنا پر اثرات کے علاوہ شرحِ مبادلہ میں کمی نے اس شعبے کے لیے نقصان دہ کردار ادا کیا کیونکہ درآمدی خام مال (یعنی اسکریپ اور کوئلہ) کے نرخ بڑھ گئے۔ فولاد کے ملکی تیار کنندگان کے منافع میں مزید کمی بجلی کے نرخوں میں اضافے نے کر دی۔ جہاں تک بین الاقوامی منڈی کا تعلق ہے تو امریکہ چین تجارتی کشیدگی نے فولاد کی قیمتوں کو دباؤ میں رکھا جس سے درآمد کنندگان کو بااختیار حیثیت ملی (**شکل 2.7**)۔ اس کے نتیجے میں درآمدات پر پہلے نافذ کی گئی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیاں غیر موثر ہوگئیں جس نے فولاد کے ملکی تیار کنندگان کے لیے کاروباری ماحول دشوار بنا دیا۔

پیٹرولیم مصنوعات

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران پیٹرولیم کی صنعت میں 6.0 فیصد کی کمی ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 12.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس صنعت کی پیداوار کو ان چیزوں سے نقصان پہنچا: (الف) پالیسی اقدام جس کے تحت بجلی سازی کے لیے فرنس آئل کے بجائے آر ایل این جی استعمال کیا جانے لگا جس سے فرنس آئل (جو ملکی ریفائنریوں کی اہم مصنوعات میں شامل ہے) کی طلب بری طرح متاثر ہوئی، (ب) شرحِ مبادلہ میں کمی کی بنا پر پیٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں اضافہ، اور (ج) اقتصادی سرگرمیوں میں بحیثیت مجموعی سست روی جس سے طلب بھی متاثر ہوئی۔ حکومت کا یہ فیصلہ کہ بجلی سازی کے مہنگے طریقے ترک کرکے کارگر اور ماحول دوست طریقے اپنائے جائیں جیسے آر ایل این جی، آبی، شمسی، پَوَن توانائی سے بجلی بنائی جائے درست سمت میں قدم ہے۔

دواسازی

ایک عشرے سے زائد عرصے میں دواسازی کی صنعت نے اپنا بدترین زمانہ جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران دیکھا جب وہ 8.4 فیصد کمی کا شکار ہوئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 4.2 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.8**)۔ اس کی ایک اہم وجہ ملک میں قیمتوں کی تبدیلی کا طریقہ کار تھا۔

جدول 2.8: شکر کی صنعت میں تضادات بہ تعلق ناقص قیمت بندی

	ملین ٹن					قیمت (روپے فی کلوگرام)		
	گنّے کی فصل	شکر کی پیداوار (I)	شکر کا استعمال (II)	فاضل (I - II)	گنّے کی علامتی قیمت (روپے فی 40 کلوگرام)	ملکی-شکر (III)	عالمی-شکر (IV)	فرق (III-IV)
م س15ء	62.8	5.1	4.6	0.5	180	57	48	10
م س16ء	65.5	5.1	4.8	0.3	180	63	41	21
م س17ء	75.5	7.0	5.1	1.9	180	65	39	26
م س18ء	83.3	6.6	5.3	1.3	180	55	34	21
م س19ء	67.7	6.5[E]	5.3	1.2	180	57	33	24
کم از کم	62.8	5.1	4.6	0.3	180	55	33	10
زیادہ سے زیادہ	81.1	7.0	5.3	1.9	180	65	48	26
رینج	18.3	1.9	0.7	1.6	0	11	14	16

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، یو ایس ڈی اے کے تخمینے

سال کی اس مدت کے دوران دوا ساز ادارے اور ضوابطی اتھارٹی 'ڈریپ' کے درمیان قیمتوں کے تعین کے طریقہ کار پر اتفاق نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس صورت حال نے درآمد شدہ دواؤں پر انحصار بڑھا دیا۔ نتیجتاً طبّی مصنوعات کی درآمد میں بلحاظ مقدار اور بلحاظ مالیت بالترتیب 9.7 فیصد اور 7.3 فیصد اضافہ ہوا۔

دواؤں کی پیداوار میں اس کمی کی ایک اور ممکنہ وجہ بعض پیداواری یونٹوں کی سندھ سے پنجاب منتقلی تھی جس سے عارضی تعطل پیدا ہوا۔

غذا

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران غذا کی پراسیسنگ کی صنعت کو شکر کے شعبے کی ناقص کارکردگی سے دھچکا پہنچا کیونکہ شکر سازی مجموعی غذائی صنعت کا ایک چوتھائی سے زائد ہے۔ سال کے آغاز ہی سے شکر کی صنعت بے یقینی کا شکار تھی کیونکہ خام مال کی قلت تھی۔ گنّے کی کاشت گذشتہ سال کی نسبت 17.9 فیصد کم ہوئی تھی۔ اس سال گنّے کی کاشت کم ہونے کی اہم وجہ یہ تھی کہ گنّے کی علامتی قیمتوں پر عمل درآمد نہیں کرایا جاسکا اور ملک کے بعض علاقوں میں پانی کی قلت تھی۔

گنّے کی منڈی میں حکومتی مداخلت کئی سال سے بڑی حد تک غیر موئثر ہو چکی ہے۔ سرکاری اقدامات بمپر فصل کے موقع پر کاشت کاروں کو نرخوں کا تحفظ فراہم کر سکے ہیں نہ شکر کے کارخانوں کو گنّے کی ہموار طریقے سے رسد یقینی بنا سکے ہیں۔ حکومت نے اس کی قیمت کئی سال سے جوں کی توں رکھی ہوئی ہے جبکہ پیداوار میں اتار چڑھاؤ آتا رہا ہے اور قیمتیں منڈی میں شکر کی قلّت (یا زیادتی) کی عکاسی نہیں کرتیں (**جدول 2.8**)۔

گنّے کی قیمت کے تعین کا یہ ناکارہ طریقہ کار بیرونی شعبے پر بھی اثرات ڈالتا ہے۔ عالمی نشانیے کے مقابلے میں شکر کی بلند ملکی قیمت کی صورت میں ملک اضافی شکر صرف اسی وقت برآمد کر سکتا ہے جب برآمدی زرِاعانت دی جائے۔ برآمد کے قابل اضافی شکر بنانے کی کافی استعداد کے ساتھ حکومت کو چاہیے کہ قیمت کے تعین کے طریقہ کار پر دوبارہ اس طرح غور و خوض کرے کہ اس میں وسائل کے استعمال کی حقیقی لاگت کی عکاسی ہو، وہ منڈی کے عاملین کو ترغیب دے کہ منڈی کی موجودہ حرکیات کے تناظر میں فیصلے کریں اور زرِاعانت کے بغیر شکر کی برآمد کے امکانات بڑھائے۔

دریں اثنا سگریٹ کے شعبے کی نمو جولائی تا مارچ م س 19 کے دوران 7.2 فیصد درج کی گئی۔ تین سطحوں کے ڈیوٹی اسٹرکچر[15] کی محتاط سرکاری پالیسی اور ناجائز پیداوار پر چھاپوں کے نتیجے میں اس شعبے کا باضابطہ منڈی کے طریقہ کار کی طرف سفر جاری ہے۔

شکل 2.8 : دواسازی کے شعبے کی نمو (جولائی تا مارچ)

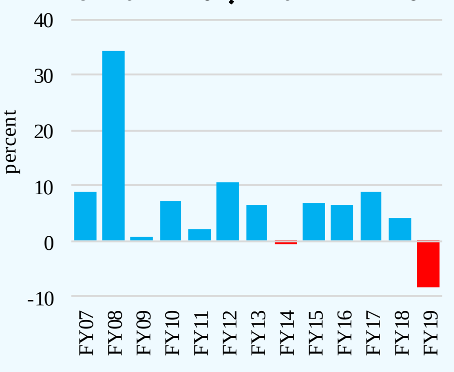

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ٹیکسٹائل

م س 19ء کے دوران کپاس کی پیداوار گذشتہ سال کی نسبت 17.5 فیصد گر گئی۔ اس بنا پر ٹیکسٹائل شعبہ شرحِ مبادلہ میں حالیہ کمی کا پورا فائدہ نہ اٹھا سکا اور برآمدات گذشتہ سال کی سطح سے بمشکل ہی بڑھی۔ ہر طرح کی رعایتوں اور ترغیباتی پیکجز کے باوجود ٹیکسٹائل شعبے کی کارکردگی مایوس کن رہی۔[16]

[15] ایف بی آر نے گذشتہ سال ڈیوٹی اسٹرکچر پر نظر ثانی کی جس کے تحت نچلی سطح کے سگریٹوں پر ڈیوٹی کم کر کے محض 800 روپے فی ہزار سگریٹ کر دی گئی (ماخذ: ایس آر او 407 (I)/2017)۔

[16] وزیر اعظم کا برآمدی پیکیج اور دیگر صنعتوں کے مقابلے میں ٹیکسوں اور شرحِ سود میں رعایتوں کی صورت میں متعدد ترغیبات۔

اس صنعت کا منافع گھٹانے والے اسباب یہ ہیں: بلند پیداواری لاگت، خصوصاً بجلی، درآمدی مشینری کی بلند لاگت اور لیبر اخراجات، بین الاقوامی منڈی میں کم قیمتیں۔ کچھ عرصے سے نفع یابی کم ہونے سے سرمایہ کاروں کی دلچسپی بھی کم ہوگئی ہے۔ صفِ اوّل کی ملکی ٹیکسٹائل فرمیں اپنی توجہ ملکی منڈیوں پر دے رہی ہیں جہاں منافع برآمدات سے زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فاضل مصنوعات جو برآمد کی جاسکتی تھیں ختم ہو چکی ہیں۔ اس لیے معیشت بھاری زرِ مبادلہ کمانے کے اس موقع سے محروم ہوچکی ہے جو ٹیکسٹائل شعبے کی طرف سے اسے مل سکتا تھا۔

شکل 2.9 : یونٹ کی قسم کے لحاظ سے کھاد کی پیداوار

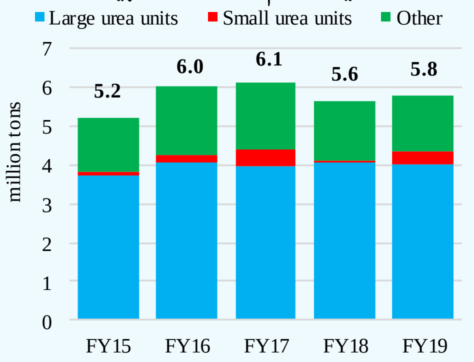

Data source: National Fertilizer Development Centre

کھاد

کھاد کی صنعت کی کارکردگی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ کھاد سازی کے کارخانوں کو رعایتی نرخ پر گیس ملتی رہے۔ رواں مالی سال میں یوریا کے بعض چھوٹے کارخانے اپنے آپریشنز بحال کرنے میں کامیاب رہے چنانچہ جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران اس صنعت کو 4.5 فیصد نمو حاصل کرنے میں مدد ملی جبکہ گذشتہ برس پیداوار 8.3 فیصد کم ہوئی تھی۔ قبل ازیں حکومت نے یوریا کے چھوٹے کارخانوں کو ریلیف کے طور پر ملکی اور درآمدی آر ایل این جی رعایتی نرخوں پر فراہم کی تھی۔[17] حکومت نے سستے نرخوں پر یوریا کی دستیابی یقینی بنانے کے لیے یہ زرِ اعانت اکتوبر 2019ء تک کے لیے بڑھادی ہے۔[18]

حکومت کی طرف سے یہ رعایت ملنے کے باوجود کھاد کی صنعت م س17ء کی پیداواری سطح دوبارہ حاصل نہ کر سکی۔ جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران یہ صنعت یوریا کی پیداوار کے لحاظ سے محض 2.4 فیصد بحالی میں کامیاب ہو سکی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت کے دوران 8.3 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ پیداوار میں بحالی بڑی حد تک چھوٹے کارخانوں کی سرگرمیاں دوبارہ شروع ہونے سے ممکن ہوئی۔ علاوہ ازیں بڑی فرمیں جو یوریا کی

[17] وزارتِ خزانہ کا پریس ریلیز نمبر 9 (3 ستمبر 2018ء)

[18] وزارتِ خزانہ کا پریس ریلیز نمبر 88 (19 فروری 2019ء)

مجموعی پیداوار کا تقریباً 90 فیصد بناتی ہیں، زیر جائزہ عرصے میں 1.3 فیصد کم پیداوار لاسکیں۔ گذشتہ برس ان فرموں کی نمو 2.1 فیصد رہی تھی (**شکل 2.9**)۔[19]

جولائی تا مارچ م س19ء کے دوران کھاد کے نرخ سال بسال بنیاد پر تیزی سے بڑھے، خاص طور پر یوریا کی قیمتیں 27.0 فیصد اور ڈی اے پی کی 16.6 فیصد بڑھ گئیں۔ اس کا سبب پیداواری لاگت میں اضافہ اور شرحِ مبادلہ میں کمی کے بعد قیمتوں میں ردوبدل ہے۔ کھاد کی قیمتوں میں اضافے سے مینوفیکچررز کو اپنا منافع برقرار رکھنے کا موقع ملا۔ درآمدی ڈی اے پی کی قیمت بنیادی طور پر بین الاقوامی نشانیے کی عکاس ہے تاہم یوریا بین الاقوامی منڈی کے مقابلے میں اب بھی خاصی رعایتی قیمت پر فروخت کی جارہی ہے۔

جدول 2.9: شعبہ خدمات کی کارکردگی

نمو اور حصہ فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجوں میں

	جی ڈی پی میں حصہ	نمو		خدمات میں حصہ داری
	م س19ء	م س18ءن	م س19ءع	م س19ء
تھوک اور خردہ تجارت	18.9	6.6	3.1	1.0
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات	12.9	2.2	3.3	0.7
مالیات اور بیمہ	3.5	7.0	5.1	0.3
مکاناتی خدمات	6.6	4.0	4.0	0.4
عمومی سرکاری خدمات	8.4	11.8	8.0	1.1
دیگر نجی خدمات	11.0	8.1	7.0	1.2
خدمات	**61.2**	**6.2**	**4.7**	**4.7**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.4 خدمات

م س19ء کے دوران خدمات کے شعبے میں 4.7 فیصد نمو ہوئی۔[20] اس سے گذشتہ سال کے مقابلے میں سست روی ظاہر ہوتی ہے، اور یہ سالانہ ہدف 6.5 فیصد سے کافی کم ہے (**جدول 2.9**)۔

جدول 2.10: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات

	خام اضافہ قدر (ارب روپے)		نمو (فیصد)	
	م س18ءن	م س19ءع	م س18ءن	م س19ءع
ریلویز	7,068	9,820	338.1	38.9
آبی نقل وحمل	62,998	60,676	20.5	-3.7
فضائی نقل وحمل	101,671	105,108	3.4	3.4
نقل وحمل بذریعہ پائپ لائن	1,970	1,941	4.1	-1.5
مواصلات	250,286	255,305	-4.1	2.0
روڈ ٹرانسپورٹ	1,140,789	1,184,667	2.0	3.9
ذخیرہ	42,552	43,797	6.7	2.9
مجموعہ	**1,607,333**	**1,661,314**	**2.2**	**3.4**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[19] اس کی وجہ بڑے پیداواری کارخانوں کو گیس کی محدود فراہمی ہے۔

[20] معیشت میں (صنعت اور زراعت کے لحاظ سے) خدمات کی برتری میں اضافہ جاری رہا۔ جی ڈی پی میں اس کا جو حصہ م س18ء میں 60.4 فیصد تھا وہ م س19ء میں 61.2 فیصد ہوگیا۔ اگر اس پر نظر نہ رکھی گئی تو پیداوار کے مقابلے میں ملکی صَرف کی روبہ تشکیل حرکیات طلب اور رسد کے مابین فرق مزید بڑھا سکتی ہیں۔

م س 19ء کے دوران تھوک اور خردہ تجارت میں نمو گذشتہ سال کی نسبت نصف سے بھی زائد گھٹ گئی۔ ایک جانب، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی ماند رہی جس سے اس ذیلی شعبے کی کارکردگی پر کسی حد تک منفی اثر پڑا۔ دوسری جانب، بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور فصلوں میں خالص کمی کے باوجود تھوک اور خردہ تجارت میں اضافہ شرح مبادلہ میں تخفیف کے باعث درآمدات کے بلند نرخ کے اثرات کی عکاسی کر رہا ہے، حالانکہ م س 19ء میں درآمدی نمو کم ہوئی ہے۔

جدول 2.11: مالیات اور بیمہ

فیصد

	م س 19ء میں حصہ	نمو م س 18ء	نمو م س 19ء
مرکزی بینکاری	1.7	15.6	-12.5
دیگر زری وساطت	87.0	8.8	6.2
جدولی بینک	82.1	7.5	5.3
غیر جدولی بینک	4.9	46.1	24.6
دیگر مالی خدمات	1.1	-3.7	-8.2
بیمہ، نو بیمہ اور پنشن فنڈ	5.0	26.3	12.8
مالی خدمات کی ذیلی سرگرمیاں	5.2	-21.7	-7.3
مالیات اور بیمہ	**100.0**	**7.0**	**5.1**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات نے گذشتہ سال کے مقابلے میں م س 19ء کے دوران بہتر کارکردگی دکھائی (**جدول 2.10**)۔ روڈ ٹرانسپورٹ جو ایک حاوی زمرہ ہے، میں نمو گذشتہ سال کے مقابلے میں تقریباً دگنی ہوگئی۔ ریلویز کے زمرے میں بھی مسلسل بہتری قابلِ ذکر ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق پاکستان ریلویز نے جولائی تا مارچ م س 19ء کے دوران منافع گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ کمایا، اس نے 24 نئی ٹرینیں متعارف کرانے کے علاوہ ٹرین ٹریکنگ سسٹم کا آغاز کیا جس سے ایندھن کی کارگزاری بہتر بنانے میں مدد ملی۔[21] دوسری جانب، فضائی ٹرانسپورٹ کے زمرے میں نمو 3.4 فیصد رہی جو گذشتہ سال کے برابر ہے۔ م س 19ء کی تیسری سہ ماہی پی آئی اے کے لیے اطمینان کا باعث بنی کیونکہ قومی فضائی کمپنی کے دعوے کے مطابق اس عرصے کے دوران آپریشنل مساوات (نہ نفع نہ نقصان) حاصل کرلی گئی۔[22] ادھر ٹیلی مواصلات کے شعبے میں مواصلاتی گنجائش میں اضافہ ہوتا رہا جو جون 2018ء کی 72.8 فیصد کے مقابلے میں آخر مارچ 2019ء تک 75.9 فیصد ہوگئی۔ اسی طرح براڈ بینڈ کا جو پھیلاؤ جون 2018ء میں 28.3 فیصد تھا، مارچ 2019ء

[21] تفصیلات کے لیے 5 مئی 2019ء کی اے پی پی کی خبر دیکھیے جس کا عنوان ہے 'پاکستان ریلویز نے مارچ 2019ء تک 39 ارب روپے کمائے'۔

[22] منقولی شواہد کے مطابق اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً فی پرواز نشستوں کے استعمال میں بہتری، فضائی بیڑے میں چار طیاروں کی واپسی جو مرمت کے لیے کھڑے کر دیے گئے تھے، ملازمین کی چھانٹی، ٹکٹ ریزرو کرنے کی لاگت میں کمی، کارگو چڑھانے کی بہتر صورت حال، اور منافع بخش پروازوں میں اضافہ۔

میں بڑھ کر 32.6 فیصد ہو گیا۔[23] مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی پی ٹی سی ایل کے لیے یادگار رہے گی کیونکہ ان تین مہینوں میں اس کا منافع گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تقریباً دگنا ہو گیا۔[24]

مالیات اور بیمے میں بھی گذشتہ سال کی نسبت سست روی دیکھنے میں آئی (**جدول 2.11**)۔ اس زمرے میں سب سے بلند تناسب کے حامل جدولی بینکوں کی جانب سے خام اضافہ قدر کی پست نمو کے سبب یہ اعتدال آیا جبکہ امانتوں میں نمو دھیمی رہی اور ان کی سرمایہ کاری کم ہو گئی۔ دریں اثنا ایکویٹی مارکیٹ کی کارکردگی مایوس کن رہی۔ چونکہ بیمہ کمپنیوں اور میوچل فنڈز کے جزدان میں غالب حصہ ایکویٹی مارکیٹ میں سرمایہ کاری کا ہے اس لیے بھی اس زمرے کی کارکردگی بری طرح متاثر رہی۔

طویل مدتی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ گذشتہ برسوں کے دوران لاجسٹکس کی کارکردگی میں پائے جانے والے نقائص شعبہ خدمات کی راہ میں حائل ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے تمام امکانات استعمال نہیں کر پایا ہے۔ یہ بات خاص طور پر تھوک اور خردہ تجارت اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات جیسے زمروں پر صادق آتی ہے جن کا شعبہ خدمات میں سب سے زیادہ حصہ ہے۔ وسیع تناظر میں، اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی پیداوار بھی بہتر لاجسٹکس سے بڑھائی جا سکتی ہے، اور اس طرح حقیقی جی ڈی پی کی نمو پر اثر پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ لاجسٹکس کی کارکردگی سے آگاہ رہنا اور اس میں پائے جانے والے نقائص کو دور کرنا بلند ترجیح کی اہمیت رکھتا ہے (**باکس 2.2**)۔

باکس 2.2 : لاجسٹکس کارکردگی اشاریہ بہتری کی گنجائش ظاہر کرتا ہے

معاملہ فرم کی سطح کا ہو یا ملک کی سطح کا، کارگر لاجسٹکس کو مسابقت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لاجسٹکس ہی ملکی اور عالمی منڈیوں سے منسلک کرتی ہیں، اور عالمی رسدی کڑیوں میں کسی ملک کے ارتباط کے امکانات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ لاجسٹکس تجارت، ملازمتوں کے نئے مواقع، اور اقتصادی ترقی پر اثر ڈالتی ہیں (ہوف مین، 2017ء)۔

اہمیت کے پیشِ نظر لاجسٹکس کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور اصلاح کے مطلوبہ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں عالمی بینک کا لاجسٹکس

[23] ڈیٹا کا ماخذ: جون 2018ء کے اعداد و شمار کے لیے پی ٹی اے کی سالانہ رپورٹ 2018ء، مارچ 2019ء کے اعداد و شمار کے لیے پی ٹی اے کی ویب سائٹ۔ براڈ بینڈ کا پھیلاؤ جاننے کے لیے صارفین کی تعداد کو مجموعی آبادی پر تقسیم کیا جاتا ہے اور 100 سے ضرب دیا جاتا ہے جس سے ہر 100 باشندوں میں براڈ بینڈ کا پھیلاؤ معلوم کیا جاتا ہے۔

[24] 31 مارچ 2019ء کو ختم ہونے والے تین ماہ کے دوران پی ٹی سی ایل کا منافع (انکم ٹیکس منہا کر کے) تقریباً 2.0 ارب روپے بنا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 1.0 ارب روپے منافع ہوا تھا۔ ڈیٹا کا ماخذ: پی ٹی سی ایل کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 2019ء (غیر آڈٹ شدہ)۔

کارکردگی اشاریہ (یا ایل پی آئی) ایک نشانیہ ہے جو لاجسٹکس کی کارکردگی کی پیمائش کرتا اور اس کی درجہ بندی کرتا ہے۔ اس اشاریے کو چھ مختلف اجزا میں مزید تقسیم کیا جا سکتا ہے، جن کے نام یہ ہیں:

1۔ بین الاقوامی شپمنٹ: مسابقتی نرخ پر بین الاقوامی شپمنٹ کا بندوبست کرنے کی آسانی

2۔ لاجسٹکس کی اہلیت: لاجسٹکس سہولتوں کی اہلیت اور معیار

3۔ انفرا سٹرکچر: تجارت اور ٹرانسپورٹ سے متعلق انفراسٹرکچر (مثلاً بندرگاہیں، سڑکیں، پٹڑیاں، انفارمیشن ٹیکنالوجی) کا معیار

4۔ کسٹمز: کسٹمز اور سازوسامان کے سرحدی تصفیہ جات کی کارگزاری

5۔ وقت کی پابندی: مرسل الیہ تک سامانِ تجارت شیڈول یا متوقع دورانیے کے اندر پہنچنے کی تعداد

6۔ سراغ لگانا اور تلاش کرنا: سامانِ تجارت کا سراغ لگانے اور تلاش کرنے کی صلاحیت

شکل 2.2.1: منتخب ملکوں کا مجموعی ایل پی آئی*

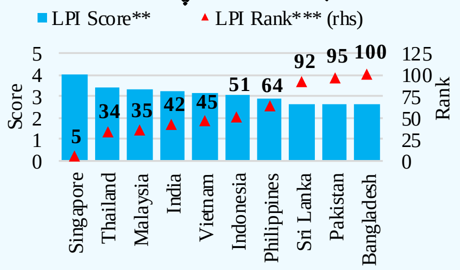

* Amongst 167 countries in all, for the period 2012-2018
** Lower score indicates worse performance. Range: 1 to 5.
*** Higher ranking indicates worse performance. Ranks are labelled within the figure.
Data source: World Bank

شکل 2.2.2 : جنوبی ایشیا کے منتخب ملکوں کی درجہ بندی بلحاظ چھ مجموعی ایل پی آئی اجزا

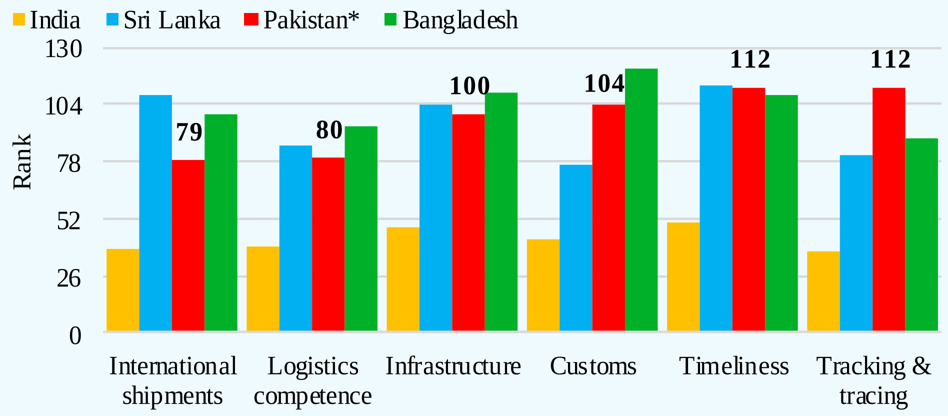

* Only the bars representing Pakistan's ranking are labelled within the figure, for ease of

Data source: World Bank

مزید بر آں، 2012ء تا 2018ء کا مجموعی ایل پی آئی ایک مربوط، بہ وزن اسکور اور درجہ بندی فراہم کرتا ہے جو چار عدد سروے سے اخذ کیا گیا ہے چنانچہ انفرادی سروے میں پائے جانے والے اتفاقی فرق کے امکانات کم سے کم ہیں اور 167 ملکوں میں موازنے کی سہولت موجود ہے۔[25]

مجموعی ایل پی آئی پر پاکستان 167 ملکوں میں 95 ویں درجے پر ہے اور متعدد ایشیائی ممالک سے پیچھے ہے (**شکل 2.2.1**)۔ مزید بر آں، اشاریے کو چھ اجزا میں تقسیم کیا جائے تو انکشاف ہوتا ہے کہ کمزوریاں وسیع البنیاد نوعیت کی ہیں (**شکل 2.2.2**)۔ چھ میں سے چار اجزا کے معاملے میں پاکستان کا درجہ 100 ویں سے 112 ویں تک ہے۔ در حقیقت بعض جنوب ایشیائی ملکوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو پست ترین درجہ 'سراغ لگانا اور تلاش کرنا' (Tracking and Tracing) کے شعبے میں ہے۔

مستقبل میں پاکستان کی کارکردگی ایل پی آئی کے جز 'انفراسٹرکچر' میں بہتر ہو سکتی ہے خاص طور پر سڑکوں، ریلوے لائنوں، اور گوادر پورٹ کی سی پیک سے متعلق ترقی کے تناظر میں یہ ممکن ہے۔ اس کے علاوہ سی پیک سے جہاز رانی کی صنعت کو بھی ترقی ملنے کی توقع ہے، اور بتایا جاتا ہے کہ مستقبل پر نظر رکھنے والے سرمایہ کار اِن مواقع کا فائدہ اٹھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔[26]

ایل پی آئی کے دیگر اجزا سے ظاہر ہونے والی کمزوریوں سے نمٹنے کے لیے ایک زیادہ مربوط و مرکوز پالیسی درکار ہے۔ انہیں 'کاروبار کرنے میں آسانی' کا ذیلی مجموعہ قرار دیا جا سکتا ہے، اور ملک بیرونی براہِ راست مزید سرمایہ کاری لانے اور برآمدات کی ترقی کے لیے جن امور کی اصلاح کی کوشش کر رہا ہے ان میں یہ امور بھی شامل کیے جا سکتے ہیں۔

حوالہ جات: ہوف مین، بی (2017ء)۔ بین الاقوامی لاجسٹکس کی کارکردگی اور امکانات، CaiNiao میں گلوبل اسمارٹ لاجسٹکس کانفرنس میں کلیدی خطاب۔

[25] زیرِ بحث چار ایل پی آئی سروے بالترتیب 2012ء، 2014ء، 2016ء اور 2018ء میں کیے گئے۔

[26] مثال کے طور پر م س 19ء کی تیسری سہ ماہی میں شائع ایک اخباری رپورٹ کے مطابق سنگاپور میں واقع ایک کمپنی نے پاکستان کی جہاز رانی کی صنعت میں دو ارب ڈالر سرمایہ کاری لانے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔